OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

عدم برداشت کا مسئلہ اور سیرت طیبہ کی روشنی میں اس کا حل: ضلع فیصل آباد کے تناظر میں ایک سروے

The Issue of Intolerance and its Solution in the Light of *Sīra* of the Prophet: A Survey in Context of District Faisalabad

Dr. Shazia Ramzan
Associate Professor, Department of Islamic Studies, University of Agriculture, Faisalabad
Ainee Rubab
Lecturer, Department of Islamic Studies, Arid Agriculture University, Rawalpindi

Abstract

Islam is the religion of peace, prosperity and brotherhood. Our religion guides us in every aspect of the life and it build up high moral values in oneself. The Seerah guides in daily life affairs to tackle in effective way and promotes the culture of forgiveness and tolerances that helps the people focus and reach their destinations. But unluckily, we have abandoned our rich values and we find the society which is highly hit by intolerance like negative behaviors. The research article focuses on the rampant intolerance in the

society. What guidance's are given in Quran and Sunnah about the tolerance? The survey is conducted in Faisalabad district. The male and female aged between 25to 35 years are asked why intolerance is increasing in the society and what its affect are. In the modern era, the moral values are facing the declining trends and, in every field, the love, care, brotherhood, sacrifices etc. like values are diminishing that is provoking intolerance attitudes

Key Words: Social Issues, Intolerance, Seerah

تمہید

اسلام امن و سلامتی اور بھائی چارے کا مذہب ہے۔ ہمارے دین میں عفوودرگزر، حلم وبردباری اور برداشت کا سبق ملتا ہے لیکن بدقسمتی سے اس معاشرے میں ہمیں کہیں بھی برداشت نظر نہیں آتا۔ لوگ چھوٹی چھوٹی باتوں پر ایک دوسرے کی جان لے لیتے ہیں اور عدم برداشت ایک ایسا ناسور بن گیا ہے جو ہمارے معاشرے کو ناسور کی طرح چاٹ گیا ہے۔ ہماری جو اصل تعلیمات ہیں ہم نے ان پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے۔ اس ریسرچ آرٹیکل میں بھی یہی دیکھا گیا ہے کہ آخر عدم برداشت ہے کیا چیز؟ اور پھر قرآن اور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی تعلیمات اس سلسلہ میں کیا ہیں؟ ضلع فیصل آباد کا ایک سروے کروایا گیا جس کے اندر مرد و خواتین جن کی عمریں 25 سے 35 سال کے درمیان تھیں، ان سے پوچھا گیا کہ آخر عدم برداشت روز بروز کیوں بڑھ رہا ہے اور اس کے معاشرے پر کیا اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ دور جدید میں اخلاقی قدریں تیزی سے پامال ہو رہی ہیں۔ ہر شعبہ زندگی میں پیار و محبت، اخوت، احساس، ایثار، قربانی اور تحمل و برداشت جیسی اخلاقی قدر تیزی سے زوال پذیر ہو رہی ہیں۔ ان میں سے ایک اہم سماجی مسئلہ عدم برداشت کا رجحان بھی ہے۔ اس نے پوری دنیا کو متاثر کیا ہے اور اس کی وجہ سے امن عالم مفقود ہے۔ یہ ایک ابدی حقیقت ہے کہ اسلام امن و سلامتی کا داعی، تحمل و برداشت، عفوودرگزر، رواداری اور احترام انسانیت کا سب سے عظیم علمبردار ہے۔ اسلام واحد دین ہے جو رنگ، بدامنی اور دہشت گردی، عدم برداشت اور انتہا پسندی کے ہر غیر اسلامی اور غیر انسانی جذبے سے یکسر پاک ہے۔

اسلام سے قبل عدم برداشت کا رجحان

اگر اسلام سے پہلے کی بات کریں تو تاریخ جنگ و جدل اور قتل و خون اور عدم برداشت کی مثالوں سے بھری پڑی ہے۔ ایران کو ہی دیکھ لیں کہ یہاں فحاشی و زناکاری جزو دین بن گئی تھی۔ یونان میں غلاموں کو انسانیت کے ابتدائی حق زندگی سے بھی محروم

کر دیا گیا تھا۔ ہندوستان کو دیکھا جائے تو یہاں انسان کو چار ذاتوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔ شودر کو سب سے گھٹیا سمجھا جاتا تھا۔ وہ مذہبی کتابوں کو ہاتھ نہیں لگا سکتے تھے اور عبادت گاہوں میں قدم بھی نہیں رکھ سکتے تھے۔[1]

بقول زین العابدین میرٹھی "ایام العرب کا ایک سلسلہ ہے جو خون کی موجوں کی طرح سارے جزیرہ میں پھیلا ہوا تھا"۔[2]

عرب میں عدم برداشت کی یہ حالت تھی کہ معمولی باتوں پر قبائل کے درمیان جھگڑا ہو جاتا۔ قبل از اسلام کی دو خونی جنگیں "البسوس" اور "داحس والغبراء" کے نام سے مشہور ہوئیں۔ جنگ بسوس دور جاہلیت میں عرب کی تاریخی جنگوں میں سے ایک جنگ کا نام ہے۔ بسوس ایک عورت کا نام ہے، جو جساس بن مرۃ شیبانی کی خالہ تھی۔ اس کی سراب نامی ایک اونٹنی کلیب بن وائل کی چراگاہ میں چلی گئی اور اس نے پرندے کے انڈوں کو توڑ دیا جسے کلیب نے پناہ دی ہوئی تھی، تو کلیب نے طیش میں آکر اونٹنی کے تھن میں تیر مار دیا، انتقامی کارروائی کرتے ہوئے جساس نے کلیب کو قتل کر ڈالا، اس طرح بنو بکر اور بنو تغلب (جو وائل کی اولاد تھے) کے درمیان میں جنگ چھڑ گئی اور یہ جنگ چالیس سال جاری رہی۔ اس طرح یہ بسوس کا نام عرب میں نحوست کے لیے ضرب المثل بن گیا۔[3]

اسلام تحمل اور برداشت کا سبق دیتا ہے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ ہمارے لئے نمونہ ہے۔ تو جب ہم نبی ﷺ کی ذات کو دیکھتے ہیں تو ہمیں جگہ جگہ برداشت کا سبق ملتا ہے۔

عدم برداشت کی مذمت ازروئے قرآن

قرآن کا مطالعہ کیا جائے تو ہمیں صبر و برداشت نظر آتا ہے۔ کہیں پر بھی ہمیں یہ نہیں کہا گیا کہ اینٹ کا جواب پتھر سے دو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: واذکروا اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمته اخوانا۔[4] "اور اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو کہ جب تم آپس میں دشمن تھے پھر تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی پھر تم اس کے فضل سے بھائی بھائی بن گئے۔ ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس۔[5] اور وہ اپنے غصے کو ضبط کرتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں۔

قرآن کریم نے اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں یعنی عباد الرحمن کے جو اوصاف بیان فرمائے ہیں اُن میں سے ایک بنیادی وصف یہ بھی ہے کہ وہ تحمل اور برداشت سے کام لیتے ہیں: ارشاد باری تعالیٰ ہے: "اور اللہ کے بندے وہ لوگ ہیں جو زمین پر عجز و انکسار سے چلتے ہیں، اور جب کوئی جاہل ان سے مخاطب ہوتا ہے تو یوں کہتے ہیں: سلامتی ہو"۔[6] ہمارے دین میں تو صبر کی تلقین کی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وان تصبروا وتتقوا لایضرکم کیدھم شیئاً۔[7] اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو تمہیں ان (مخالفین) کا مکر و فریب کچھ نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ انه من یتق ویصبر فان الله لایضیع اجر المحسنین۔[8] البتہ جو کوئی اللہ سے ڈرتا ہے اور صبر کرتا ہے تو اللہ اچھے کام کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ پھر ان کا اخروی اجر بھی کوئی محدود نہیں، انہیں بلا حساب اجر سے نوازا جائے گا۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا: انما یوفی الصٰبرون اجرھم بغیر حساب۔[9]

بلاشبہ صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بلا حساب ملے گا۔

عدم برداشت کی مذمت از روئے حدیث

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام زندگی اپنے اوپر کی گئی زیادتی کا بدلہ نہیں لیا، بجز اس کے کہ خدائی حرمت کو پامال کیا گیا ہو، پس اس صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سختی سے مواخذہ فرماتے تھے۔[10] آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''طاقتور وہ نہیں جو کسی دوسرے کو پچھاڑ دے، بلکہ اصل طاقتور وہ ہے جو غصے کے وقت خود پر قابو رکھے''۔[11] نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مسلمان تو وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔[12] نبی کریم ﷺ کی ذات مبارکہ کو دیکھا جائے تو آپ کے ساتھ دشمنوں نے کیا کیا نہیں کیا لیکن آپ ﷺ نے ہر موقع پر برداشت کا مظاہرہ کیا۔ حتیٰ کہ فتح مکہ کے دن وہ لوگ جو آپ ﷺ کی جان کے دشمن تھے لیکن آپ نے عفو و درگزر اور برداشت کی ایک عظیم الشان روایت چھوڑ دی۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ پر اہل شہر کو جمع کر کے فرمایا: قریش کے لوگو! تمہارا کیا خیال ہے میں تمہارے ساتھ کیسا سلوک کرنے والا ہوں؟ انہوں نے کہا اچھا، آپ کریم بھائی ہیں اور کریم بھائی کے صاحبزادے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو میں تم سے وہی بات کہہ رہا ہوں جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہی تھی کہ لَاتَثْرِیبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ یعنی آج تم پر کوئی سرزنش نہیں، جاؤ تم سب آزاد ہو۔[13]

فتح مکہ کے دن جس شخص نے نبی ﷺ کو چین نہ لینے دیا اس کو بھی معاف کر دیا۔ فرمایا: جو شخص ابوسفیان کے گھر داخل ہو جائے اس کے لئے امان ہے۔[14]

ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ جب عبد اللہ بن ابی (رئیس المنافقین) مرا تو اس کا بیٹا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ہمیں اپنا کرتہ عطا فرما دیجئے کہ ہم اس سے اس کا کفن بنائیں، اس پر نماز پڑھیں اور اس کے لئے دعائے مغفرت کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنا کرتہ دے دیا اور فرمایا: مجھے اطلاع کرنا میں نماز پڑھا دوں گا۔ جب آپ ﷺ نے نماز کا ارادہ کیا تو عمرؓ نے آپ ﷺ کو کھینچا اور کہا کیا آپ کو اللہ تعالیٰ نے منافقین پر نماز پڑھنے سے نہیں روکا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے دونوں باتوں کا اختیار دیا گیا ہے۔ (ارشاد باری تعالیٰ ہے) ''تم ان کے لئے بخشش چاہو یا نہ چاہو، اگر تم ستر مرتبہ بھی ان کے لئے مغفرت مانگو تو بھی اللہ تعالیٰ انہیں معاف نہیں فرمائے گا۔[15]

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ چل رہا تھا اور آپ کے اوپر ایک نجرانی چادر تھی جس کا گہرا حاشیہ تھا۔ پس ایک اعرابی ملا اور اس نے آپ ﷺ کی چادر کو پکڑ کر بڑے زور سے کھینچا، یہاں تک کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے کندھے پر اس کے زور سے چادر کھینچنے کے باعث رگڑ کا نشان دیکھا پھر اس نے کہا، اے محمدؐ اللہ تعالیٰ کا جو مال آپ کے پاس ہے میرے لئے اس میں سے حکم فرمائیے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف دیکھا اور پھر اسے مال دینے کا حکم صادر فرمایا۔[16]

ایک دن ایک بدو آیا اور اس نے آپ ﷺ کی چادر اس زور سے کھینچی کہ آپ ﷺ کی گردن مبارک سرخ ہو گئی۔ آپ ﷺ نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا اور بولا کہ میرے اونٹوں کو غلہ سے لاد دے۔ اس نے گستاخانہ جملے بھی کہے۔ آپ ﷺ نے اس کے اونٹوں پر جو اور کھجوریں لدوا دیں اور کچھ تعرض نہ فرمایا۔[17]

ایک مرتبہ ایک شخص نے نصیحت سننے کی خواہش کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "غصہ نہ کیا کر اور اسے تین مرتبہ دہرایا"۔[18]

ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مسلمان قبیلے کے قحط کو دور کرنے کی خاطر ایک یہودی زید بن سعیہ سے اسّی دینار قرض لیا۔ چنانچہ اس سے قبیلے کو خوراک مہیا کر دی گئی۔ ادائیگی کے وقت سے پہلے ہی زید، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور گستاخانہ انداز میں رقم کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کی گستاخی کو برداشت نہ کر سکے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا سر قلم کرنے کی اجازت چاہی، مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اے عمر رضی اللہ عنہ! تمہیں چاہئے تھا کہ مجھے حسن ادا کی تلقین کرتے اور اسے حسن طلب کی"۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ صرف اس کے قرض کی فوری واپسی کا حکم دیا بلکہ بیس صاع (تقریباً دو من) زیادہ کھجوریں دینے کا حکم دیا۔ اس سلوک سے وہ مسلمان ہو گیا۔[19]

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان کو گالی دینا فسق اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔

شعب ابی طالب کا واقعہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برداشت اور تحمل کا عظیم واقعہ ہے۔ یہ محاصرہ تین سال تک رہا۔ بنی ہاشم درختوں کے پتے اور طلح گھاس کی پتیاں کھا کھا کر زندگی بسر کرتے تھے اور بچے بھوک سے تمام رات روتے تھے۔ محاصرہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بنی ہاشم اتنے کمزور ہوئے کہ کسی کی صورت نہیں پہچانی جاتی تھی مگر سب نے کمال برداشت کا مظاہرہ کیا۔[20]

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طائف تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے تو ان بدبختوں نے نہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام ٹھکرایا بلکہ شہر کے غنڈوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے لگا دیا۔ انہوں نے اس قدر پتھر مارے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لہولہان ہو کر زمین پر گر پڑے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم حضرت زید رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو باغ میں لے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زخم دھوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر بھی بد دعا نہ دی بلکہ فرمایا: "اے اللہ تو ان لوگوں کو ہدایت دے۔ یہ نادان ہیں مجھ کو نہیں پہچانتے"۔[21]

اس کے بعد آپ مدینہ تشریف لے گئے۔ راستے میں ہر تکلیف کو برداشت کیا۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جو گروہ گھر کے اندر رسول اللہ ﷺ کو اذیت دیا کرتا تھا ان میں ابو لہب، حکم بن ابی العاص بن امیہ، عقبہ بن ابی معیط، عدی بن حمرا ثقفی، ابن الاصدا ھذلی شامل ہیں۔ یہ سب کے سب آپ ﷺ کے پڑوسی تھے۔[22]

ان میں سے حکم بن ابی العاص کے علاوہ کوئی بھی مسلمان نہ ہوا۔ ان کے ستانے کا طریقہ یہ تھا کہ جب آپ ﷺ نماز پڑھتے تو کوئی شخص بکری کی بچہ دانی اس طرح ٹکا کر پھینکتا کہ وہ ٹھیک آپ ﷺ کے اوپر گرتی۔ چولہے پر ہانڈی چڑھائی جاتی تو بچہ دانی اس طرح پھینکتے کہ سیدھے ہانڈی میں جا گرتی۔ آپ ﷺ نے مجبور ہو کر ایک گھروندا بنالیا تاکہ نماز پڑھتے ہوئے ان سے بچ سکیں۔ بہر حال جب آپ ﷺ پر یہ گندگی پھینکی جاتی تو آپ ﷺ اسے لکڑی پر لے کر نکلتے اور دروازے پر کھڑے ہو کر فرماتے: اے بنی عبد مناف! یہ کیسی ہمسائیگی ہے؟ پھر اسے راستے میں ڈال دیتے۔[23]

عقبہ بن ابی معیط اپنی بد بختی اور خباثت میں اور بڑھا ہوا تھا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ بیت اللہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے اور ابو جہل اور اس کے کچھ رفقاء بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں بعض نے بعض سے کہا، کون ہے جو بنی فلاں کے اونٹ کی اوجھڑی لائے اور جب محمد ﷺ سجدہ کریں تو ان کی پیٹھ پر ڈال دے؟ اس پر قوم کا بد بخت ترین آدمی عقبہ بن ابی معیط اٹھا اور اوجھ لا کر انتظار کرنے لگا۔ جب نبی ﷺ سجدے میں تشریف لے گئے تو اسے آپ ﷺ کی پیٹھ پر دونوں کندھوں کے درمیان ڈال دیا۔ میں سارا ماجرا دیکھ رہا تھا مگر کچھ کر نہیں سکتا تھا۔ کاش میرے اندر بچانے کی طاقت ہوتی۔

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد وہ ہنسی کے مارے ایک دوسرے پر گرنے لگے اور رسول اللہ ﷺ سجدے ہی میں پڑے رہے۔ یہاں تک کہ فاطمہ ؓ آئیں اور آپ ﷺ کی پیٹھ سے اوجھ ہٹا کر پھینکی تب آپ ﷺ نے سر اٹھایا۔ پھر تین بار فرمایا: اے اللہ تو قریش کو پکڑ لے۔ جب آپ ﷺ نے بد دعا کی تو ان پر بہت گراں گزری کیونکہ ان کا عقیدہ تھا کہ اس شہر میں دعائیں قبول کی جاتی ہیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے نام لے لے کر بد دعا کی: اے اللہ! ابو جہل کو پکڑ لے اور عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط کو پکڑ لے۔[24]

ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے دیکھا کہ جن لوگوں کے نام رسول اللہ ﷺ نے گن گن کر لئے تھے سب کے سب بدر کے کنویں میں مقتول پڑے ہوئے تھے۔[25] امیہ بن خلف کا وطیرہ تھا کہ وہ جب رسول اللہ ﷺ کو دیکھتا تو لعن طعن کرتا۔ اسی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی: ویل لّکل ھمزۃٍ لّمزۃٍ۔[26] ہر لعن طعن اور برائیاں کرنے والے کیلئے تباہی ہے۔ ابن ہشام کہتے ہیں کہ ہمزہ وہ شخص ہے جو اعلانیہ گالی بکے اور آنکھیں ٹیڑھی کر کے اشارے کرے اور لمزہ وہ شخص ہے جو پیٹھ پیچھے لوگوں کی برائیاں کرے اور انہیں اذیت دے۔[27]

امیہ کا بھائی ابی بن خلف، عقبہ بن ابی معیط کا گہرا دوست تھا۔ ایک بار عقبہ نے نبی ﷺ کے پاس بیٹھ کر کچھ سنا۔ ابی کو معلوم ہوا تو اس نے عقبہ کو سخت سست کہا، عتاب کیا اور اس سے مطالبہ کیا کہ وہ جا کر رسول اللہ ﷺ کے منہ پر تھوک آئے۔ آخر عقبہ نے ایسا ہی کیا۔ خود ابی بن خلف نے ایک مرتبہ ایک بوسیدہ ہڈی لا کر توڑی اور ہوا میں پھونک کر رسول اللہ ﷺ کی طرف اڑا دی۔[28]

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع میں بین الاقوامی امن، رواداری اور برداشت کا درس دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگو! تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے کے لئے ایسی ہی حرام ہیں جیسے تمہارے لئے آج کا دن، اس شہر، اس مہینہ کی حرمت۔ خبردار! میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو"۔[29] مولانا صفی الرحمن مبارکپوری اپنی شہرہ آفاق کتاب سیرت الرحیق المختوم کے صفحہ نمبر 767 پر رقمطراز ہیں: "بردباری، قوت برداشت، قدرت پاکر درگزر اور مشکلات پر صبر ایسے اوصاف تھے جن کے ذریعہ اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تربیت کی تھی۔۔۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بلند کرداری کا عالم یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف دشمنوں کی ایذا رسانی اور بدمعاشوں کی خودسری وزیادتی جس قدر بڑھتی گئی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صبر وحلم میں اسی قدر اضافہ ہوتا گیا"۔

عروہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے دریافت کیا کہ مشرکین نے جو سب سے سخت سلوک رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا مجھے اس کے بارے بتایئے۔ انہوں نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ حجر کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط آیا اور اس نے آپ ﷺ کی گردن میں کپڑا ڈال کر پوری طاقت کے ساتھ گلا گھونٹنا شروع کر دیا۔ پس حضرت ابو بکرؓ آئے اور اسے کندھوں سے پکڑ کر نبی کریم ﷺ سے پرے کیا اور فرمایا: کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔[30]

اس سلسلہ میں ضلع فیصل آباد میں ایک سروے کروایا گیا کہ آخر کیا وجہ ہے کہ معاشرے میں عدم برداشت کے واقعات روزبروز بڑھتے جارہے ہیں۔ تقریباً 600 لوگوں سے جس میں مرد بھی تھے اور عورتیں بھی، سے پوچھا گیا کہ آخر اس کی وجوہات کیا ہیں۔ جن کی عمریں 25 سے 35 سال تھیں۔ ان میں 400 مرد اور 200 عورتیں ہیں۔ یہ کس عمر کے لوگوں میں زیادہ ہوتا ہے۔ شہروں میں زیادہ ہے یا گاؤں میں۔ تو وجوہات ہمارے سامنے آئیں وہ درج ذیل ہیں۔

عدم برداشت کی وجوہات

معاشرے میں بڑھتے عدم برداشت کی مختلف وجوہات ہیں، جن میں چند درج ذیل ہیں:

دین سے دوری

	Frequency	Percent	Valid Percent
Yes	35	77.77	77.7
No	10	22.22	22.2
Total	45	100	100

تعلیم کی کمی

	Frequency	Percent	Valid Percent
Yes	50	83.33	94.3
No	10	16.66	5.7
Total	60	100	100

مہنگائی

	Frequency	Percent	Valid Percent
Yes	29	82.8	82.8
Valid No	6	18.2	18.2
Total	35	100	100

غربت

	Frequency	Percent	Valid Percent
Yes	43	78.18	91.4
Valid No	12	21.81	8.6
Total	55	100	100

سفارش

	Frequency	Percent	Valid Percent
Yes	63	90	71.4
Valid No	7	10	28.6
Total	70	100	100

رشوت

		Frequency	Percent	Valid Percent
	Yes	27	84.37	62.8
Valid	No	5	15.62	37.15
	Total	32	100	100

مقابلہ بازی

		Frequency	Percent	Valid Percent
	Yes	31	88.57	88.57
Valid	No	4	11.76	11.76
	Total	35	100	100

فرقہ واریت

		Frequency	Percent	Valid Percent
	Yes	21	84	74.28
Valid	No	4	16	25.72
	Total	25	100	100

سوشل میڈیا کا کردار

		Frequency	Percent	Valid Percent
	Yes	29	74.35	82.8
Valid	No	10	25.64	17.2
	Total	39	100	100

طبقاتی کشمکش

	Frequency	Percent	Valid Percent
Yes	23	65.71	65.71
Valid No	12	34.29	34.29
Total	35	100	100

عدم برداشت سیاسی اداروں میں پایا جاتا ہے یا نہیں؟

	Frequency	Percent	Valid Percent
Yes	39	92.85	82.8
Valid No	3	7.14	17.2
Total	42	100	100

مشترک خاندانی نظام کا خاتمہ

	Frequency	Percent	Valid Percent
Yes	26	74.28	71.4
Valid No	9	25.71	28.6
Total	35	100	100

غیر منصفانہ عدالتی نظام

	Frequency	Percent	Valid Percent
Yes	61	96.82	91.4
Valid No	2	3.17	8.6
Total	63	100	100

اخلاقی پستی

	Frequency	Percent	Valid Percent
Yes	23	65.71	65.71
Valid No	12	34.29	34.29
Total	35	100	100

معاشرتی اثرات

طلاق اور خلع میں اضافہ

عدم برداشت کی وجہ سے معاشرے میں طلاق اور خلع کے کیسز میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے اور عدم برداشت کی وباء مکمل طور پر پھیل چکی ہے۔ خاندانی نظام زندگی پر اس کے برے اثرات نمایاں نظر آتے ہیں۔

خودکشی

انسان کی زندگی میں حالات کبھی بھی ایک جیسے نہیں رہتے۔ جس انسان کے اندر برداشت نہیں ہوتی تو وہ دوسروں کے ساتھ ساتھ اپنی جان کا بھی دشمن ہو جاتا ہے اور خودکشی جیسا قدم اٹھالیتا ہے۔ بی بی سی کی ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان میں ہر ایک گھنٹے بعد خودکشی کا واقعہ ہوتا ہے۔

قتل وغارت

اسلام امن وسکون کا مذہب ہے لیکن عدم برداشت کی وجہ سے بھائی بھائی کو برداشت نہیں کرتا۔ چھوٹی چھوٹی سی بات پر ایک دوسرے کو قتل کر دیتے ہیں۔ پولیس اسٹیشن اور عدالتیں اس قسم کے مقدمات سے بھری پڑی ہیں۔

جارحانہ رویہ

جب انسان میں برداشت جیسی چیز نہیں ہوتی تو اس کا رویہ جارحانہ ہوتا ہے۔

عدم برداشت کا حل تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں

اعتدال اور میانہ روی کا حکم

اسلام زندگی کے ہر شعبے اور بندگی کے ہر گوشے میں اعتدال پسندی اور میانہ روی کی تعلیم دیتا ہے۔

وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا۔[31]

اور رحمن کے نیک بندے وہ ہیں جو جھوٹے کام میں شامل نہیں ہوتے اور جب کبھی بے ہودہ (مجالس) کے پاس گزرتے ہیں تو کریمانہ انداز میں گزر جاتے ہیں

حدیث نبوی ہے۔

جس نے میانہ روی سے کام لیا وہ کبھی بھی تنگدست نہیں ہو گا۔[32]

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہترین کام وہ ہیں جو میانہ روی کے ساتھ کیے جائیں۔[33]

صبر و برداشت پیدا کرنا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّاللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیۡنَ۔[34]

اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اور ان صبر کرنے والوں کو بشارت دیجئے اور جب ان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ بے شک ہم اللہ کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔[35]

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: صبر میری چادر ہے۔[36]

اتحاد کا درس

انما المومنون اخوہ۔[37]

سب مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: کسی گورے کو عجمی پر اور کسی عجمی کو گورے پر کوئی فوقیت حاصل نہیں۔ بڑائی کا معیار صرف تقویٰ ہے۔[38]

سفارشات

تحمل، برداشت، صبر اور رواداری کے حوالے سے اسلامی تعلیمات کو ابتدائی سے ثانوی تعلیم کے نصاب میں شامل کیا جائے۔

حسن اخلاق اور کردار سازی کو تعلیمی اداروں میں اولین ترجیح دی جائے۔

مساجد اور منبر سے مذہبی، سیاسی اور سماجی ہم آہنگی کے ساتھ ساتھ بین المذاہب و بین المسالک افہام و تفہیم کے لئے رائے عامہ ہموار کی جائے۔

قومی سطح پر نفرت انگیز اور عدم برداشت پر مبنی مواد سوشل میڈیا سے نہ صرف ہٹایا جائے بلکہ مانیٹرنگ کا ایسا سخت نظام وضع کیا جائے کہ ایسا مواد جاری نہ کیا جاسکے۔

پر تشدد رویوں، بیہودگی اور بدتمیزی کرنے والوں کو قانون کے شکنجے میں لانے کیلئے سخت ضوابط بنائے جائیں تاکہ معاشرے میں برداشت اور رواداری کو فروغ حاصل ہو سکے۔

وہ رہنمایا طبقات جن سے لوگ متاثر ہوتے ہیں انہیں اخلاقیات کے اعلیٰ معیار کی پاسداری کا پابند بنایا جائے تاکہ انکے پیروکار اور ان سے متاثر ہونے والے لوگ اخلاقی اقدار کی پاسداری کے پابند ہو سکیں۔

قومی سطح پر پرنٹ، الیکٹرانک میڈیا کے ساتھ ساتھ سوشل میڈیا پر برداشت، صبر اور عدم تشدد کے حوالے سے مواد نشر کیا جائے۔

References

[1] Zayn al-ʿĀbidīn Sajjād, *Naqūsh Rasūl Number* (Lahore: Idara Farūgh-e-Urdu, 1983), 3:461.
[2] Zayn al-ʿĀbidīn, *Naqūsh Rasūl Number*, 3:461.
[3] Dr. Hasan Ibrahim Hasan, *Tareekh ul Islam: Siyāsī, Dīnī, Thaqāfatī aur Muʿāsharatī* (Maktabā Al-Nahzat ul Misriyā, 1935), 1:53.
[4] Āl ʿimrān 3:103.
[5] Āl ʿimrān 3:134.
[6] ʼAl-furqān 25:63.
[7] Āl ʿimrān 3:10.
[8] Yūsuf 12:90.
[9] ʼAz-zumar 39:10.
[10] Muḥammad ibn Ismāʻīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī: Kitab al- Manāqib, Bāb Sufhat-ul-Nabi(SAW)* (Riyadh: Darussalam, 1999), 597, Hadith # 3560.
[11] Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī: Kitab-ul-Adāb, Bāb al-Ḥadhar Min al-ghazab*, 1066, Hadith # 6114.
[12] Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī: Kitab al-Ruqaq, Bāb al-intihaʻanil Mʻāsī*, 1124, Hadith # 6484.
[13] Abū Bakr Aḥmad ibn Ḥusayn ibn ʿAlī ibn Mūsā al-Khusrawjirdī al-Bayhaqī, *Sunan al-Kubra lil Bayhaqi* (Multan: Nashar al-Sunnah), 9:118.
[14] Qāzī Abdul Dayim, *Sayyid ul Warā* (Lahore: Al-Faisal Publishers, 1999), 9:268.
[15] Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī: Kitab ul Janaiz, Bāb al-Kafan Baghair Qamīs*, 203, Hadith # 1269.
[16] Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī: Kitab al-Libaas, Bāb al-Barūd wal Habar wal Shimla*, 1065, Hadith # 5809.
[17] Abū ʿAbd al-Raḥmān Aḥmad ibn Shuʿayb ibn ʿAlī ibn Sinān al-Nasāʾī, *al-Sunan al-Ṣughrā: Kitab al-Qasamā, Bāb al Qūd Min al Jabadhaho* (Riyadh: Darussalam, 1999), 659, Hadith # 478.
[18] Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī: Kitab-ul-Adāb, Bāb al-Ḥadhar Min al-ghazab*, 3:1066, Hadith # 6116.
[19] Urdu Daira Maarif Islamiya, (Lahore: Danish Gāh, 1986), 19:129.
[20] Safiur Rahman Mubarakpuri, *Ar-Raheeq Al-Makhtum* (Lahore: Al-Maktaba Al-Salafiyā, 1976), 158.
[21] Mubarakpuri, *Ar-Raheeq Al-Makhtum*, 158.

[22] Abū Muḥammad ʿAbd al-Malik ibn Hishām ibn Ayyūb al-Ḥimyarī al-Muʿāfirī al-Baṣrī, *Al-Sīrah al-Nabawiyyah* (Multan: Maktaba Farūqiyā, 1977), 1:190.
[23] Ibn Hishām, *Al-Sīrah al-Nabawiyyah*, 1:190.
[24] Al-Bukhārī, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī: Kitab Manāqib al-Ansār, Bāb Malqā al-Nabi (SAW) wa Ṣahābā Min al Mushrikīn Bi Makkah, 646, Hadith # 3854.
[25] Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī: Kitab al-Wazu*, 44, Hadith # 240.
[26] Al-Humazah 104:1.
[27] Ibn Hishām, *Al-Sīrah al-Nabawiyyah*, 1:236-237.
[28] Ibn Hishām, *Al-Sīrah al-Nabawiyyah*, 1:261-262.
[29] Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī: Kitab ul Adāb*, 1055, Hadith # 6043.
[30] Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī: Kitab Manāqib al-Ansār, Bāb Malqā al-Nabi (SAW) wa Ṣahābā Min al Mushrikīn Bi Makkah*, 647, Hadith # 3856.
[31] 'Al-furqān 25:72.
[32] Aḥmad ibn Ḥanbal al-Dhuhlī, *Musnad Ahmad ibn Hanbal: Marviyāt ʿAbd Allāh ibn Masʿūd*, (Lahore: Maktabā Rehmaniyā), 716, Hadith # 4269.
[33] Abū al-Qāsim Sulaymān ibn Aḥmad ibn Ayyūb ibn Muṭayyir al-Lakhmī al-Shāmī al-Ṭabarānī, Al-Mu'jam al-Awsat (Riyadh: Makataba Al- M'ārif), 2:78, Hadith # 2583.
[34] 'Al-baqarah 2:153.
[35] 'Al-baqarah 2:155-156.
[36] Abū al-Faḍl ʿIyāḍ ibn Mūsā ibn ʿIyāḍ ibn ʿAmr ibn Mūsā ibn ʿIyāḍ ibn Muḥammad ibn ʿAbd Allāh ibn Mūsā ibn ʿIyāḍ al-Yaḥṣubī al-Sabtī, *Al-Shifa bi Ta'rif Huquq al-Mustafa* (Multan: Abdul Tawab Academy), 1:147.
[37] Al-ḥujurāt 49:10.
[38] Abū Bakr Aḥmad ibn Ḥusayn ibn ʿAlī ibn Mūsā al-Khusrawjirdī al-Bayhaqī, *Shu'ab al-Iman* (Beirut: Darul Kutub ul Ilmiyāh) 3:100.